سوال

خاوند کی بیٹی کا بیٹا محرم ہو گا یا نہیں

جواب

لحمد للہ.

ں :

کے متعلق دریافت کیا گیا ہے وہ اس عورت کا محرم ہے، لہذا اس کے لیے اس سے مصافحہ کرنا اور اس کے سامنے پردہ نہ کرنا اور وہ کچھ ظاہر کرنا جو اپنے محرم مرد کے سامنے ظاہر کیا جا سکتا ہے جائز ہے، اس پر اس کے نانے کا فوت شدہ ہونا کوئی اثر انداز نہیں ہو گا.

عورت کا محرم اس وجہ سے ہے کہ وہ اس کی ماں کی جانب سے اس کے نانے کی بیوی ہے، اور انسان پر اس کے باپ کی بیوی اور دادے اور نانے کی بیوی چاہے وہ اس سے بھی اوپر ہوں ابدی حرام ہیں، چاہے وہ دادا یا نانا اس کے ماں کی جانب سے ہو یا اس کے باپ کی جانب سے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی

ہ (22).

المستقنع میں درج ہے :

"اور عقد نکاح سے باپ کی بیوی اور ہر دادا اور نانا کی بیوی حرام ہو جاتی ہے"

خ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

راد صحیح عقد نکاح ہے، اس سے باپ کی بیوی چاہے وہ اس سے بھی اوپر ہو حرام ہو جاتی ہے، اس لیے ہر وہ عورت جس سے اس کے والد نے نکاح کیا ہو چاہے اسے طلاق ہی دے دی ہو تو وہ اس کے لیے ابدی حرام ہے.

ر وہ عورت جس سے اس کے دادے نے نکاح کیا چاہے وہ باپ کی جانب سے ہو یا ماں کی جانب سے تو وہ بھی اس کے لیے ابدی حرام ہوگی، اس کی دلیل یہ فرمان باری تعالی ہے :

اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا، مگر جو گزر چکا ہے، یقیناً یہ بے حیائی اور فحش کام اور بغض و ناراضگی اور برا راہ ہے.

ں لیے اگر وہ اس سے نکاح کرتا ہے تو یہ زنا سے بھی بڑا گناہ ہے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا زنا کے متعلق فرمان ہے :

اور تم زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، یقیناً یہ بے حیائی اور برا راہ ہے.

ں یہاں اللہ تعالی کا فرمان ہے :

یقیناً یہ بے حیائی اور بغض و ناراضگی والا کام اور برا راہ ہے.

ر کھے محرم عورتوں سے نکاح کرنا زنا سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے، اسی لیے اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ جو شخص کسی محرم عورت کے ساتھ زنا کرے چاہے وہ شادی شدہ نہ بھی ہو تو اسے قتل کیا جائیگا.

متعلق سنن میں ایک حدیث پائی جاتی ہے، تو پھر باپ کی بیوی چاہے وہ اوپر ہی ہو حرام ہوئی وہ باپ کی جانب سے ہو یا ماں کی جانب سے، اور اللہ سبحانہ و تعالی نے اس میں کوئی شرط نہیں رکھی کہ دخول ہوا ہو یا نہ، بلکہ صرف عقد نکاح صحیح ہونے سے ہی وہ ابدی حرام ہو جاتی ہے اور یہ حکم ثابت ہو جائیگا" انتہی

غ (198/5).

اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں ہے، ابن قدامہ رحمہ اللہ باپ کی بیوی کے حرام ہونے کے متعلق کلام کرتے ہوئے کہتے ہیں :

ہ اس میں باپ کی بیوی یا دادے کی بیوی ہو، چاہے وہ اس کی ماں کی جانب سے ہو یا باپ کی جانب سے قریب سے ہو یا دور سے سب برابر ہے، الحمد للہ ہمارے علم کے مطابق تو اہل علم کا اس میں کوئی اختلاف نہیں" انتہی

ی (524-518/9).

م :

ر بوسہ لینے کا تو اگر فتنہ اور خرابی کا خدشہ نہ ہو تو اس کے لیے بوسہ لینا جائز ہے، لیکن بہتر یہی ہے کہ وہ بوسہ سر یا پیشانی کا لے.

مام احمد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا :

کیا آدمی محرم عورت کا بوسہ لے سکتا ہے ؟

و انہوں نے جواب دیا :

ب وہ سفر سے واپس پلٹے اور اسے اپنے نفس کا خطرہ نہ ہو... لیکن وہ منہ اور رخسار پر کبھی نہ کرے، بلکہ پیشانی یا چہرہ پر بوسہ لے"

لح (266/2).

ور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے محرم عورتوں کا بوسہ لینے کے متعلق دریافت کیا گیا تو ان کا جواب تھا :

.توں کا شہوت کے ساتھ بوسہ لینا، یا پھر جب انسان کو خدشہ ہو کہ ایسا کرنے سے شہوت انگیخت ہوگی تو بلاشک وشبہ حرام ہے، اور جب اسے خدشہ نہ ہو تو پھر سر یا پیشانی کا بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں.

لینے سے اجتناب کرنا چاہیے، صرف والد اپنی بیٹی اور ماں اپنے بیٹے کا بوسہ لے سکتی ہے، کیونکہ یہ آسان ہے، اس لیے کہ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی بیمار پرسی کے لیے گئے تو انہوں نے ان کے رخسار کا بوسہ لیا اور کہنے لگے: میری بیٹی تمہارا کیا حال ہے؟ " انتہی

م(691).

واللہ اعلم.

اسلام سوال وجواب

67921